205-کیا اسلام میں بدعت حسنہ کا وجود ہے ؟

سوال

میں نے اشعری اور صوفیوں کے کئی ایک مقالہ جات اور مضامین کا مطالعہ کیا ہے جس میں انہوں نے بدعت حسنہ پر اس صحابی کے قصہ سے استدلال کیا ہے کہ صحابی نے رکوع سے سر اٹھا کر ربنا ولک الحمد حمدا کثیر طیبا مبارکا فیہ کے الفاظ کہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو صحیح قرار دیا.

ان کا کہنا ہے کہ حافظ ابن حجر اس رائے کا ساتھ دیتے ہیں اور انہوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو گمراہی کی طرف لے جانے والا قرار دیا ہے، کیا اس پر آپ کوئی تعلیق لگائینگے ؟

پسندیدہ جواب

اول :

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بدعت بھی ہو اور وہ حسنہ بھی حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے "

سنن نسائی حدیث نمبر (1560).

اگر کوئی قائل اس کے بعد بھی یہ کہے کہ بدعت حسنہ کا وجود ہے اور بدعت حسنہ پائی جاتی ہے تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاند و مخالف ہی ہو گا.

دوم :

رکوع کے بعد بطور حمد یہ کلمات کہنے اور دعا پڑھنا معروف ہے اور اس کا ثبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے، صرف اتنا ہے کہ اس صحابی نے جو کیا وہ یہ کہ حمد و تعریف کے کلمات انہوں نے ادا کیے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مہر ثبت فرما دی، تو اس سے عبادات و اذکار کی اختراع اور ایجاد پر کیسے استدلال کیا جا سکتا ہے جس کی شریعت میں کوئی دلیل اور اصل ہی نہ ملتی ہو.

سوم :

اس صحابی کا یہ فعل فی نفسہ حجت نہیں، اور یہ معتبر اس وقت ہی شمار ہوا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر اقرار صادر ہوا اور آپ نے مہر ثبت فرمائی، اس سے قبل نہیں، اور اس بدعتی شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اپنے عمل پر کس طرح اقرار اور ثبوت حاصل ہو سکتا ہے ؟.

چہارم :

اگر ہم اس استدلال کو صحیح تسلیم بھی کر لیں تو بھی یہ عام نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ بعینہ یہ واقعہ خاص ہو گا، لیکن اس کے مقابلہ میں حدیث " کل بدعة ضلالة " ہر بدعت گمراہی ہے یہ قطعی طور پر عموم پر دلالت کرتی ہے، اور پھر علماء کرام کے ہاں معروف ہے کہ منطوق مفہوم پر مقدم ہوتا ہے.

پنجم :

ہمارے لیے بغیر وحی کے صرف اپنی عقل کے ساتھ ہی کسی کو حسن اور برا جاننا کس طرح ممکن ہوسکتا ہے، کیا اس میں اختلاف کا احتمال وارد نہیں، اگر کوئی شخص اسے حسن دیکھتا ہے تو دوسرا اسے حسن تسلیم نہیں کرتا بلکہ اسے غلط قرار دیتا ہے، تو پھر کسوٹی اور میزان کیا ہوگا؟ کس کی عقل کے مطابق فیصلہ کرینگے اور کس کی عقل کا فیصلہ تسلیم کرینگے؟ کیا یہ بعنیہ اضطراب اور بد نظمی نہیں؟

ششم :

(یہ تیسری وجہ کی تاکید ہے) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کی وہ عبادت یا ذکر کو صحیح قرار دیا تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرار کی بنا پر شرعا مشروع ہوا اور اس وقت یہ سنت حسنہ ہوگی.

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور وحی منقطع ہوجانے کے بعد کس طرح ہم جان سکتے ہیں کہ کسی شخص کی اختراع اور ایجاد کردہ یہ ذکر اور ورد یا عبادت اچھی اور مستحسن ہے اور شارع نے اسے برقرار رکھا ہے؟

یہ تو ممکن ہی نہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے سامنے عبادات کے مسائل میں صرف یہی راستہ رہ جاتا ہے کہ اسے صرف شریعت میں وارد شدہ پر اقتصار و انحصار کیا جائے نہ کہ کسی اور پر.

فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے کئی ایک اقوال نقل کیے ہیں اور بعض کا اقرار اور بعض پر اعتراض کیا ہے، تو علماء کرام کی شان یہی ہے وہ ایک دوسرے کی کلام کا مناقشہ کرتے ہیں تاکہ حق اور صواب کو تلاش کیا جائے اور حق تک پہنچا جائے.

ہوسکتا ہے اعتراض کرنے والا حق پر ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے جس پر اعتراض کیا جارہا ہے وہ حق پر ہو، لیکن جو عبارت آپ نے سوال میں نقل کی ہے اس کے متعلق ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ابن حجر کے ادب وورع اور تقوی و معرفت کو دیکھ کر ہمیں یقین ہے کہ وہ علماء کی عزت واحترام کرنے والے ہیں اور اس طرح کی عبارت باطل ہے، اللہ تعالی سب کو معاف فرمائے اور انہیں ان کے اجتہاد پر اجر وثواب عطا فرمائے.

واللہ اعلم.